بَسْمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیْمِ ۵

مقدمہ

علم اور کتبِ صوفیہ کے دیکھنے اور کلماتِ مشائخ کے سننے کے فوائد اور اس کے شرائط و آداب

قال الاشرف :

العلم بیضاء زھراء و سائر الفنون ذراتھا

(حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر نے فرمایا کہ علم ایک چمکتا ہوا آفتاب ہے اور تمام ہنر اور پیشے اس کے ذرّے ہیں)

حضرت نور العین نے قدوہ الکبرا کے حضور میں عرض کیا کہ طالب حقیقت کے لئے ان علوم کثیرہ میں کون سا علم حاصل کرنا اہم ہے؟ آپ نے فرمایا کہ توحید جان لینے اور ایمان کے پہچان لینے کے بعد اول اول جس چیز کا جاننا ہر بندہ پر واجب ہے وہ تمام عقائد حقہ شریعت و طریقت کا جان لینا ہے اور عبادت کا جاننا ہر درویش پر فرض ہے چنانچہ حدیث شریف ہے:

ادبو اثم افقھوا ثم اعتزلوا وا عملوا پہلے ادب سیکھو پھر علمِ دین حاصل کرو بعدازاں عزلت گزینی اختیار کرو اور جو کچھ حاصل کیا ہے اس پر عمل کرو۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ جس زمانے میں شیخ الاسلام شیخ احمد جام زندہ پیل چشتیہ حضرات کے مزارات متبرکہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوئے دوسری طرف سے حضرت خواجہ مودود چشتی قدس اللہ سرہٗ اپنے بہت سے مریدوں کے ساتھ اسی مقصد سے اس طرف روانہ ہوئے راستہ میں دونوں کی ملاقات ہوئی۔ ان دونوں حضرات میں کسی بات پر قدرے اختلاف پیدا ہوا ان کی کدورت دور ہونے کے بعد شیخ الاسلام نے خواجہ مودود چشتی قدس سرہ سے فرمایا کہ تم سب احباب کو چھوڑ کر صرف دو خدمت گاروں کو روک لو اور تین دن بعد مجھے ملو۔ حسبِ ارشاد خواجہ مودود چشتی شیخ الاسلام کے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے جیسا فرمایا ویسا ہی کیا اب میرے لئے کیا حکم ہے تاکہ میں

ویسا کروں شیخ الاسلام نے فرمایا کہ سجادہ کو طاق پر رکھو اور جاؤ علم حاصل کرو کہ زاہد بے علم شیطان کا تابعدار ہوتا ہے اور عابد بے فقہ کمہار کے گدھوں کی طرح قابل تعریف وتحسین نہیں ہوتا کہا کہ میں نے قبول کیا کچھ اور فرمایئے تا کہ اس پر بھی عمل کروں، فرمایا کہ جب تحصیل علم سے فارغ ہو جاؤ اپنے خاندان کو زندہ اور روشن کرو کہ تمہارے باپ دادے بہت بزرگ اور صاحب کرامات ومقامات تھے۔

حضرت خواجہ مودود چشتی نے کہا کہ جن آپ مجھ کو خاندان کے زندہ کرنے کا حکم دیتے ہیں تو برکت کے لئے اپنے پاس بیٹھنے کی اجازت دیجئے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا سامنے آؤ۔ یہ سنتے ہی قریب شیخ الاسلام کے سامنے آ گئے۔ شیخ الاسلام نے ہاتھ پکڑا اور اپنے مسند کے کنارے بٹھالیا اور تین بار فرمایا بشرط علم یعنی یہ تمہاری خاطر ہے کہ مسند پر تم کو بٹھالیتا ہوں، اس مسند پر بیٹھنے کا حق اس وقت پیدا ہوگا جب تم علم حاصل کرلو گے اسکے بعد وہ تین روز شیخ الاسلام کی خدمت میں رہے۔ اس مدت میں ہزاروں فائدے حاصل کئے اور بے شمار نوازشیں دیکھیں تین روز کے بعد واپس آئے اور چند دنوں کے بعد بغرض تحصیل علم بلخ و بخارا کی طرف تشریف لے گئے۔ چار برس تک اپنی طاقت اور مقدور بھر اس بارے میں کوشش کی اور اس کمال کو پہنچے کہ ان شہروں میں جابجا آپ سے عجیب وغریب کرامتیں ظاہر ہوتیں جن کی تفصیل سے کتاب دراز ہو جاتی ہے اس کے بعد چشت تشریف لائے مرید ومعتقد کی تعلیم وتربیت میں مصروف ہوئے۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ عالم کو چاہئے کہ بے پوچھے بات نہ کہے جو شخص قبل پوچھنے کے علمی باتیں شروع کر دیتا ہے اس کے کلام کی روشنی کا دو تہائی حصہ زائل ہو جاتا ہے۔ سوال کے بعد جواب ایسا ہے جیسے سلام کا جواب۔

بیت

تانہ ہندت مستان گرو فاست	جب تک نہ دے نہ لے جو متاع وفا بھی ہو
تات نپرسند مخوان گردعاست	جب تک نہ پوچھے کچھ نہ کہے گردعا بھی ہو

حضرت نور العین نے عرض کیا کہ علمائے دنیا و علمائے آخرت میں کیا فرق ہے؟ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ادنیٰ فرق ایسا ہے جیسے کھری کھوٹی چاندنی میں ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ عالم باللہ کی فضیلت عالم بالا حکام پر ایسی ہے جیسے دیکھنے کی سننے پر اور یہ ظاہر ہے کہ خبر معائنہ کے برابر نہیں ہے اسی طرح یہ بھی فرمایا ہے کہ بھٹکا ہوا عالم ایسا ہے جیسے کشتی کہ جب ڈوب جاتی ہے اس کے ساتھ ایک خلق کی خلق ڈوب جاتی ہے۔ اسی طرح یہ بھی فرمایا ہے کہ عالم بے عمل مثل کمان بے چلہ کے ہے۔ حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر نے فرمایا کہ عالم بے عمل ایسا ہے جیسے آئینہ بے قلعی کے، کیونکہ جب تک علم کے آئینے میں عمل کی قلعی نہ ہوگی احوال ومقامات کا چہرہ نظر نہ آئے گا اور لطائف قلبی کی لطافت نہ بڑھے گی۔ علم کا طالب جانتا ہے کہ تنہا علم اس کے نجات کا سبب ہوگا۔ مواخذۂ آخرت سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے علم کا حاصل کر لینا کافی ہے، علم کو عمل سے کوئی تعلق نہیں ہے، یہ اعتقاد نہایت خراب اور

فلسفیوں کا مذہب ہے۔ سبحان اللہ عجیب طالب علم ہے کہ علم حاصل کرتا ہے اور اتنا نہیں جانتا کہ جب علم حاصل کرلیا اور اس پر عمل نہ کیا تو مواخذہ اور گرفت کی حجت زیادہ مضبوط ہوجائے گی۔ کیا اس کو خبر نہیں کہ رسول علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

اشد الناس عَذَابًا یَومَ القیٰمۃِ مَن لَّم یَنْفَعہُ اللّٰہُ بِعلِمِہٖ۔ قیامت کے دن سخت ترین عذاب اس شخص پر ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ نے اس کے علم سے نفع نہیں پہنچایا

مشائخ عظام کے ارشادات میں ہے کہ کسی بزرگ نے شیخ جنید قدس سرہٗ کو خواب میں دیکھا تو ان سے کہا کہ اے ابوالقاسم آپ کا کیا حال ہے انہوں نے جواب دیا۔

طَاحَتِ العباۃَ اتُ وَفنیت الار شَادات ما نفعنا الا رکعات رکعنا ھا فی جون اللّیل یعنی عبادتیں مٹ گئیں ارشادات بے کار ہو گئے اور کسی چیز نے ہم کو نفع نہیں دیا سوائے ان چند رکعتوں جو کے آدھی رات کو ادا کی تھیں۔

اے فرزند اعمال اور احوال سے تہی دست نہ ہو اور اس بات پر یقین کر کہ صرف علم تیری دست گیری نہیں کرسکتا اس کا اندازہ تجھے اس مثال سے بخوبی ہوجائے گا کہ اگر کوئی شخص جنگل میں جارہا ہے اور دس اعلیٰ تلواریں اس کے پیٹ سے بندھی ہیں اور دوسرے آلات حرب بھی اس کے پاس موجود ہیں اور اس کے ساتھ وہ تیرانداز اور جنگی اور لڑنے والے بھی ہے ناگاہ کوئی شیر اس پر حملہ کردے اور وہ ان ہتھیاروں سے کام نہ لے تو کیا وہ شیر کے خطرہ اور گزند کو ٹال سکتا ہے؟ (محض اسلحہ پاس رکھنے سے شیر نہیں بھاگے گا جب تک ان سے کام نہ لیا جائے) اسی طرح اگر کوئی شخص کئی لاکھ مسئلے پڑھ لے اور اس کو یاد بھی ہوں لیکن عمل نہ کرے تو اس کا کیا فائدہ اور کیا حاصل!! آپ نے مزید ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو اور اس کے بیماری کے سبب حرارت اور صفرا ہو اور جانتا ہو کہ اس کا علاج آشِ جَو اور سکنجبین ہے اور وہ ان دواؤں کو استعمال نہ کرے تو کیا محض دواؤں کے جاننے سے علاج ہوسکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ کبھی بھی اس کا محض دواؤں کے جاننے سے علاج نہیں ہوسکتا۔

بیت

گرمی وہ ہزار رطل خود پیمائی ہزاروں بار کرو تم جو بادہ پیمائی
تامی نخوری نباشدت شیدائی اگر پیا نہیں تم نے نہو گے شیدائی

اگر لاکھ برس تک علم حاصل کرتے رہو اور ہزاروں کتابیں پڑھ ڈالو لیکن اس پر عمل نہ کرو تو تم کس طرح خداوند تعالیٰ کی رحمت کے سزاوار بن سکتے ہے۔

حضرت والا فرماتے تھے کہ ایک زاہد کے پاس چار سو صندوق کتابوں سے بھرے ہوئے موجود تھے اور وہ شب و روز مباحثہ اور مذاکرہ میں مصروف رہتا تھا لیکن عمل میں بالکل کورا تھا جب وہ مر گیا تو کسی نے اس کو خواب میں دیکھا اور اس سے پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ کیا پوچھتے ہو، مرنے کے بعد سے اب

http://Ashrafi.org

میں چاہ ویل (جہنم کا ایک مقام ہے) میں پڑا ہوں ۔

چو عالم ندارد باعمال میل	جو عالم عمل سے نہیں رکھتا میل
بود جائی او درتگ چاہ ویل	تو اس کی جگہ ہے تہ چاہ ویل

حاضرین سے ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا کہ اس پر کوئی قرآنی دلیل بھی ہے کہ عالم بےعمل کو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ حضرت نے فرمایا بہت سے مقامات پر اس کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے، سنو!

ارشاد ہے۔

لَیۡسَ لِلۡاِ نۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی ۱	آدمی کے لئے نہیں مگر جو اس نے کمایا

ہاں تمہیں اے فرزند یہ معلوم ہوگا کہ یہ آیت منسوخ ہے لیکن ان دوسری آیات کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

فَمَنۡ کَانَ یَرۡجُوۡ لِقَآءَ رَبِّہٖ فَلۡیَعۡمَلۡ عَمَلًا صَالِحًا	تو جو اپنے رب کے حضور حاضری کی امید رکھتا ہوا سے
وَّلَا یُشۡرِكۡ بِعِبَادَةِ رَبِّہٖۤ اَحَدًا ۵ ۔ ۲	چاہئے کہ وہ نیک عمل کرتا ہے اور اپنے رب کی عبادت میں (ہرگز) کسی کو شریک نہ کرے
جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۵ ۔ ۳	بدلہ اس کا جو وہ (نیک) کام کرتے ہیں
اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ	بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام
کَانَتۡ لَھُمۡ جَنّٰتُ الۡفِرۡدَوۡسِ نُزُلًا ۵ ل	کئے ان کے لئے فردوس کے باغوں کی مہمانی ہے
خَالِدِیۡنَ فِیۡھَا ۔ ۴	وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔
وَمَنۡ تَابَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۔ ۵	اور جس نے توبہ کی اور نیک کام کئے۔

اس سلسلہ میں احادیث شریفہ بھی موجود ہیں یہ سُن کر حضرت کبیر نے عرض کیا کہ کیا بندہ اپنے عمل سے بہشت میں جائے گا فضلِ خداوندی سے اُس کو بہشت میں جگہ ملے گی؟ حضرت قدوۃ الکبراء نے فرمایا کہ اے فرزند! میں یہ کہتا ہوں کہ فضل و رحمتِ حق تعالیٰ سے اس کو بہشت میں جگہ ملے گی لیکن جب تک وہ خود کو طاعت و عبادت سے رحمت کے قابل اور رحمتِ کے قابل اور رحمت کا سزاوار نہیں بنائے گا اس پر رحمت کا نزول نہیں ہوگا۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے،

اِنَّ رَحۡمَتَ اللّٰہِ قَرِیۡبٌ مِّنَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ۵ ۔ ۶ بے شک اللہ کی رحمت قریب ہے نیکی والوں سے۔

پس جب تک رحمت اس کے شامل حال نہیں ہو گی وہ جنت میں کیونکر جائے گا۔ اگر یہ کہا جائے کہ

صرف ایمان ہی سے بہشت مل سکتی ہے تو میں کہوں گا کہ ہاں بہشت تک پہنچ جائے گا لیکن خدا تک کب پہنچ سکتا ہے

۱ پ ۲۷ النجم ۳۹ ۲ پ ۱۶ الکھف ۱۱۰ ۳ پ ۲۱ السجدہ ۱۷ ۴ پ ۱۶ الکھف ۱۰۷

بہت سی گھاٹیاں سامنے ہیں تا کہ اس تک پہنچ سکے حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ بندہ کے لئے بغیر عبادت کے چارۂ کار نہیں، بندہ کو بندگی بجالانا چاہئے اور کریم کو کرم سزاوار ہے۔اور اس کو بندگی میں ایسا مستغرق ہونا چاہئے کہ اس کی جزا کا خیال بھی اس کے دل میں پیدا نہ ہو۔بلکی محض خداوندی تعالیٰ کے حکم کی اطاعت میں یہ بندگی ہونا چاہئے (نہ کہ امید ثواب و جزا پر) اگر وہ اس بندگی میں قبولیت کے آثار نہ بھی پائے جب بھی اس سے نہ رُکے۔

حکایت اسرائیلی عابد

حضرت قدوۃ الکبرا نے تقریباً ان الفاظ میں فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک عابد نے اپنے بہت سے ماہ وسال عبادت میں بسر کئے تھے۔حق تعالیٰ کی مرضی یہ ہوئی کہ اس عابد کا خلوص ملائکہ کو مشاہدہ کرایا جائے۔ایک فرشتہ اس عابد کے پاس بھیجا گیا اور حکم ہوا کہ اس عابد سے کہنا کہ یہ مجاہدہ اور ریاضت جو تو کررہا ہے ہماری بارگاہ کے لائق نہیں ہے۔

یکی ہاتف انداخت درگوش پیر کہا ہاتف غیب نے پیر سے
کہ بیجا صلی روسر خویش گیر کہ ناکام جا اپنی تو راہ لے
دریں ور دعائی تو مقبول نیست دعا تیری مقبول اس جا نہیں
بخواری بردیا بزاری بایست رہوں خوار یا جاؤ اندد ہگین

فرشتہ نے یہ پیغام اس عابد کو پہنچادیا۔عابد نے جواب دیا کہ مجھے تو بندگی کے لیے پیدا کیا ہے اس لیے میرا کام صرف بندگی ہے۔ خداوندی سے مجھے کیا کام؟ کہ خداوندی تو صرف میرا مالک جانتا ہے۔وہ فرشتہ یہ جواب سُن کر بارگاہ ایزدی میں واپس آیا اور عرض کیا کہ الٰہی! تو تمام پوشیدہ باتوں کا جاننے والا ہے تو ہی سمجھ سکتا ہے کہ عابد نے کیا کہا ہے۔بارگاہ عزّت سے اس کو جواب ملا وہ بندگی نہیں چھوڑتا تو ہم بھی اپنے کرم کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں (ہمارا اکرام اس کے شامل حال رہے گا)۔

اشھد وایا ملٰئکتی انی قد غفرتُ لہٗ اے میرے ملائکہ تم گواہ رہنا کہ میں اس کو بخشدیا

قبولست گرچہ ہنر نیستش ہے قبول تو گرچہ ہے نا سزا
کہ جزما پناہی دگر نیستش کہ کوئی نہیں تیرا میرے سوا

تراب کا واقعہ

طالب علم کی اعانت کے بارے میں بات چلی تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ ایک تفسیر میں لکھا ہے کہ تراب نامی ایک کافر تھا ایک دن ایک طالب علم مدرسہ کے چبوترے پر بیٹھا کچھ لکھ رہا تھا۔اتفاقاً اس کے ہاتھ سے قلم چھوٹ کر زمین پر گر گیا۔تراب نے جھپٹ کر وہ قلم اٹھایا اور اس طالب علم کو دے دیا۔کل قیامت میں اس اعانت کے بقدر تراب کے عذاب میں کمی کردی جائے

گی۔دوسرے کافر یہ دیکھ کر آرزو کریں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یَا لَیۡتَنِیۡ کُنۡتُ تُرَاباً اے کاش میں تراب ہوتا

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ اگر کسی شخص کو یہ معلوم ہو جائے کہ اس کی زندگی ایک ہفتہ سے زیادہ باقی نہیں ہے تب بھی اس کو چاہئے کہ علمِ فقہ کے حصول میں مشغول رہے (علمِ فقہ سیکھے) کہ ایک دینی مسئلہ کا جان لینا ہزار رکعت نفل ادا کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ اپنے اعضاء کا عمدہ عبادتوں سے آراستہ کرنا اور باطن کا پسندیدہ خوبیوں سے سنوارنا فیض الٰہی کا موجب اور لامتناہی الطاف کے درود کا باعث ہے۔اس بات کو تم ایک مثال سے سمجھو! اگر تم سے کوئی مخبر یہ کہے کہ اگلے ہفتے بادشاہ تم سے ملنے آئے گا تو تم آئیندہ ہفتہ کسی کام میں مشغول نہیں ہوگے بجز اس کے کہ جس چیز کو تم سمجھتے ہو کہ وہ سلطان کو پسند آئے گی اور اس کی نظر اس پر پڑے گی اس کو پاکیزہ اور صاف کر کے سجا کر رکھو گے۔تمام جگہ کو، اپنے لباس کو صاف اور ستھرا رکھو گے۔(یعنی بادشاہ کے آمد کی خبر سن کر گھر کو خوب آراستہ پیراستہ کرو گے) اب ذرا خود سمجھ لو کہ میرا یہ اشارہ کس طرف ہے۔میں یہ نہیں کہتا کہ تم یہ کرو یا وہ کرو بس اس قدر اشارہ کافی ہے۔

بیت

آنکہ او اہل مہارت آمدہ وہ عقلمندی کہ صاحب مہارت ہے
بہر او ایما بشارت آمدہ اشارہ اس کے لئے کافی وبشارت ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ سلم نے ارشاد فرمایا ہے

ان اللہ لا ینظر الیٰ صورکم ولا الیٰ اعمالکم ولکن ینظر الیٰ قلوبکم ونیاتکم — اللہ تعالیٰ تمھاری صورتوں اور تمھارے اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمھارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

شیخ اصیل الدّین سفید باز نے حضرت قدوۃ الکبرا کے خلفاءِ ثلثہ میں سے ایک ہیں مقالات اولیا اور کلمات مشائخ کے سننے کے فوائد کے سلسلہ میں حضرت قدوۃ الکبرا سے درخواست کی، حضرت نے ارشاد فرمایا کہ صالحین کا ذکر اور عارفین کا تذکرہ ایک نور ہے جو ہدایت طلب کرنے والوں کے دلوں میں پر تو فگن ہوتا ہے۔میں ان اور اق اور اس انتخاب میں اس بحر ز خارف و دریائے عوارف یعنی حضرت قدوۃ الکبرا کے اذواق و معارف اور موا جید و احوال اور سیر مقامات وحالات وکرامات اور بعض صوفیاء کرام اور اس فرقہ عالیہ کے ذکر و سیر اور ان کی کرامات کا کچھ تذکرہ کروں گا تاکہ وہ حضرت جو عقیدۂ کامل رکھتے ہیں وہ اس سے نفع اندوز ہوں اور ان لوگوں کے مکر وفریب سے جو اس پاکیزہ گروہ کی

کرامات اور مقامات صوفیہ کی نفی کرتے ہیں اوران بزرگوں کے الہامات واستقامت کا ابطال کرتے ہیں محفوظ ہیں۔اعاذنا اللہ

تعالیٰ وایاکم عن مکائدھم (اللہ تعالیٰ ان کے مکر سے ہمیں پناہ دے)

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ سے منقول ہے کہ: حکایات المشائخ جندُ من جنود اللہ تعالیٰ تُعین القلوب (مشائخ کی حکایتیں اللہ تعالیٰ کے لشکروں سے ایک لشکر ہے جو دلوں کی اعانت فرماتا ہے)

حضرت شیخ کبیر سرور پری نے جو حضرت قدوۃ الکبرا کے مخلص اصحاب اور کامل ومکمل خلیفہ ہیں اور اس کتاب میں جہاں کہیں بھی لفظ حضرت کبیر تحریر ہوگا اس سے مراد آپ ہی کی ذات بابرکات ہوگی۔حضرت قدوۃ الکبرا سے عرض کیا کہ مشائخ وصوفیہ کے کلماتِ مقدسہ کے استماع پر اوران حضرات کے مقاماتِ پسندیدہ سے آگاہی کے حصول کے لیے قرآن پاک سے بھی کوئی دلیل ہے؟ حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا ہاں! حق سبحانہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَ کُلًّا نَّقُصُّ عَلَیۡکَ مِنۡ اَنۡبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَکَ ج ١ھ

اور رسولوں کی خبروں میں سے سب باتیں ہم آپ پر بیان فرماتے ہیں جن سے ہم آپ کے (مبارک) دل کو ٹھہرائیں

یعنی ہم آپ کے سامنے پیغمبروں کے واقعات اور اخبار مرسلان بیان کرتے ہیں اوران کے احوال سے آپ کو آگاہ کرتے ہیں تاکہ آپ کے قلب کو ثبات میسر ہو اور قوت میں اضافہ بھی ہو اور اگر آپ کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچے تو آپ جان لیں کے سابقہ پیغمبروں کو بھی اسی طرح کے رنج پہنچے تھے اورانہوں نے ان پر صبر کیا تھا۔

اسی طرح مشائخ اور نیک لوگوں کے واقعات اور حکایات سننے سے مریدوں کے دلوں کی تربیت ہوتی ہے اور بلا وامتحان کے موقع پر اُن کی مثالوں میں ثابت قدمی کا سبق ملتا ہے۔ہان! اس کے لیے جواں مردوں کا عزم درکار ہے۔چاہیئے کہ ان بزرگوں کی سیرت اختیار کرے۔

حضرت قدوۃ الکبرا کا ارشاد ہے کہ کسی نے شیخ ابوعلی دقاق سے دریافت کیا کہ بزرگوں کی حکایت اور مردان معرفت کی باتوں کے سننے کا کوئی فائدہ بھی ہے؟ جبکہ ہم ان کی طرح کام نہیں کر سکتے (ان جیسا مجاہدہ ہم سے نہیں ہوسکتا) تو انہوں نے فرمایا ہاں! فائدہ ہے! ایک یہ کہ اگر مرد طالب ہے تو قوی ہمت بن جائے گا اور اگر کوئی نامرد ہے تو مرد بن جائے گا۔اس سلسلۂ سخن میں آپ نے فرمایا ہے کہ فردوسی طوسی نے اسی موقع کے لیے یہ کہا ہے۔

بیت

ہر آنکس کہ شہ‌نامہ خوانی کند — اگر کوئی شہ نامہ خوانی کرے

اگر زن بود پہلوانی کند — جو عورت بھی ہو پہلوانی کرے

اس جگہ نامہ سے مراد صحائف ومعارف وحقائق صوفیہ ہیں کہ حقیقت میں یہی حضرات شاہان عرصۂ ولایت اور شہر ہدایت کے ملوک ہیں۔ اگر کوئی مرد ہے تو شیر مرد ہو جائے گا اور اگر کوئی سیر مرد ہے تو فرد بن جائے گا اور اگر فرد ہے تو عین درد بن جائے گا۔ فرمایا مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر نے ہو جاؤ نیکوں کے ساتھ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنے چہروں کو عارفین کے آئینہ قلب میں دیکھو مخفی نر ہے کہ عارفون کے آئینہ سے مراد ان کی معرفتوں کی حالتیں ہیں کہ اپنے حال کے چہرہ اور اپنے اعمال کے سایہ کو طالبان صادق اور سالکان واثق اس طائفہ کے واقعات ومقامات کے اسی آئینہ میں دیکھتے ہیں۔ اگر غرور و پندار کا تنکا ان کے احوال کی داڑھی میں ہوتا ہے تو جھاڑ دیتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہمارے اقوال دافعال ان مقدسوں کی طرح نہیں ہیں بلکہ غرور کو اپنے اعمال سے نکال دیتے ہیں اور اپنی کمزوری ان بزرگوں کے مقابلہ میں محسوس کرتے ہیں اور غرور ومکاری اور خود پسندی سے پرہیز کرتے ہیں جیسا کہ بعض بزرگ عارفوں نے فرمایا ہے کہ اپنے حالات کا خلق کے حالات سے موازنہ نہ کرو بلکہ صدیقین کے حالات سے موازنہ کرو تا کہ تم کو اُن کی فضیلت اور اپنی ناداری معلوم ہو۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے اسی سلسلہ میں مقام شیخ الاسلام سے نقل فرمایا کہ بزرگان زمانہ اور مشہور یادگاران سلف سے وصیت کی کہ ہر بزرگ کی کوئی بات یاد کرلو۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ان کا نام یاد رکھو کہ اس سے نفع پاؤ گے۔ اس کی بہترین نشانی یہ ہے کہ مشائخ کی باتوں کو سنو اور تم کو اچھا معلوم ہو اور دل سے اس طرف مائل ہو اور انکار نہ کرو جب اللہ تعالیٰ تم کو کوئی اپنا دوست دکھلائے اور تم کو پسند نہ پڑے اور کمتر معلوم ہو تو ہر بدتر گناہ سے یہ بدتر ہے، کیونکہ یہ محرومی وحجاب کی دلیل ہے اَعَاذَنَا اللّٰہُ تَعَالیٰ مِنْ حِرْمَانِ ھٰذَا الْعِرْفَانِ (پناہ میں رکھے ہم کو اللہ تعالیٰ اس عرفان کی محرومی سے) بالفرض نگاہ میں غلطی ہوگئی اور وہ ذات وہ نہ ہو جس کے سبب تم نے قبول کیا تو تم کو نقصان نہ ہوگا کہ تمہاری نیت اس سے ٹھیک تھی۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ سلطان ولد حضرت مولوی معنوی سے نقل کرتے تھے کہ حضرت مولوی سفرِ آخرت کے وقت اپنے ساتھیوں سے جو اس کوچ سے رنجیدہ تھے فرماتے تھے کہ میں یہ جسم نہیں ہوں جو عاشقوں کے نگاہ میں پسندیدہ ہے بلکہ میں وہ ذوق اور جوش ہوں جو مریدوں کے دل میرے کلام سے پیدا ہوتا ہے۔ اللہ اللہ جب وہ وقت پاؤ اور اس مزہ کو چکھو تو غنیمت جانو اور شکر گزار رہو کہ میں وہی ذرق اور جوش ہوں۔

مگو زنہار کین دم قال باشد — کبھی اسکو کہومت قال ہوگا
کہ دردی سربسر احوال باشد — کہ اس میں بس سراپا حال ہوگا
سخنہائی مشائخ آب حیوانست — ہے آب زندگی پیروں کی ہر بات
چہ بیند آنکہ در ظلمات حرانست — اسے کیا سمجھے گا حیران ظلمات

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے تھے کہ مشائخ اور دوستان خدا کی باتیں اور ان کی دوستی تم کو انہیں دوستان میں

داخل کر دیتا ہے جیسا کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ دوستی دونوں قرابتوں یعنی رشتۂ نسبی و تعلق محبت سے ایک قرابت ہے اور کہا ہے کہ کوئی یگانگت دوستی سے زیادہ یگانگت نہیں ہے اور کوئی بیگانگی عداوت سے بڑھکر بیگانگی نہیں ہے ۔

القوم اخوان رصدق بینهم نسب	قوم بھائی بھائی ہیں اور دوستی ان میں نسب
من المؤدّه لم یعدل به سبب	دوستی کے مثل کوئی بھی نہیں رشتہ سبب

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایک قوم دوسری قوم کو دوست رکھتی ہے لیکن انکے اعمال نہیں اختیار کرتی، فرمایا آلماء مع من احب انسان اسی کے ساتھ ہوتا ہے جس کو وہ دوست رکھتا ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص کو گروہ صوفیہ کے کمال معارف اور ان کے احوال کا علم ہے تو وہ خوش بختی ہے ۔ اور جس شخص کو یہ باتیں حاصل نہیں ہوئی (قابلیت ازلی اور اہلیت دائمی سے نصیب نہیں ہوئی) کہ یہ دولت تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس کو چاہتا ہے عطا فرماتا ہے ۔ (ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ) اگر کسی شخص کو اس گلزار معارف کی ذراسی خوشبو اور اس لالہ زار کی نسیم حاصل ہوگئی ہے تو یہ بھی سعادت کی علامت ہے اگر کوئی شخص اپنی محرومی اور حرماں نصیبی کے باعث ان دونوں فرقوں میں کسی سے بھی نہیں ہے (اس کا تعلق نہ گروہ اوّل سے ہے اور نہ گروہ ثانی سے) تب بھی اس کو چاہئیے کہ ان دوستانِ خدا کی ہم نشینی اور صحبت اختیار کرے اس لیے کہ اس پاک گروہ کے ساتھ اختلاط اور ہم نشینی ہی انبساط کا باعث اور اجر جزیل کا موجب ہے۔

ذکر بشارت محبان اولیاء اللہ

حضرت سید الطائفہ ابو بکر عطوفی قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اس گروہ کے اقوال پر اعتقاد رکھتا ہے اور اس گروہ سے عقیدت و ارادت رکھتا ہے اس سے کہو کہ مرے حق میں صرف دعا کرے۔

حضرت خواجہ منصور (حلاّج) کہتے ہیں کہ ۔ جو شخص ہماری ان باتوں (معارفِ تصوّف) پر ایمان رکھتا ہے اور اس کی چاشنی اس نے چکھی ہے اس کو میرا اسلام پہنچانا۔

حضرت شیخ عمود قدس سرہٗ شیخ شردانی قدس اللہ سرہٗ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا اگر تمہارے پیروں میں طاقت ہو تو خراسان جا کر اس شخص کی زیارت کرو جو ہم کو دوست رکھتا ہے اور میں تم لوگوں کو وصیت کرتا ہوں کہ تم ان لوگوں کے

ساتھ جو ہم کو دوست رکھتے ہیں نیکی کرنا۔

حضرت قدوۃ الکبرا قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ اولیائے اللہ کو دوست رکھنے والا اور حضرت اصفیا کا ہواخواہ (محبت کرنے والا) اسی گروہ میں سے ایک فرد ہے۔ آپ نے مزید فرمایا کہ شیخ ابو جعفر صید لانی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اپنی ارادت اور عقیدت کے ابتدائی زمانہ میں جب میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے خواب میں مشرف ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم صدر مقام پر تشریف فرما ہیں۔ اور مشائخ صوفیہ آپ کے گرد بیٹھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان کی طرف نظر فرمائی آسمان کا دروازہ کھلا اور ایک فرشتہ سونے کا طشت اور چاندی کی چھاگل (آفتابہ) لے کر اترا اور حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لاکر رکھ دیا آپ نے دستِ مبارک دھوئے اور اس کے بعد پھر ہر ایک نے ہاتھ دھوئے لیکن جب میرے سامنے وہ طشت اور آفتابہ رکھا گیا تو لوگوں نے کہا کہ یہ اس کے سامنے سے اُٹھالو یہ اس گروہ صوفیہ میں سے نہیں ہے۔ طشت بردار نے طشت اُٹھالیا اور واپس چلا گیا اس وقت میں نے کہا کہ یا رسول اللہ اگر چہ میں ان میں سے نہیں ہوں لیکن آپ کو بخوبی علم ہے کہ میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی ان ہی میں سے ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرمانے پر طشت واپس آگیا اور میں نے بھی ہاتھ دھوئے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور تبسّم فرماتے ہوئے ارشاد کیا کہ ہم کو دوست رکھتے ہو تو ہمارے ساتھ رہو۔ شیخ ابو جعفر فرماتے ہیں کہ یہ اس زمانہ کی بات ہے جبکہ میرا اُٹھنا بیٹھنا صوفیہ کرام کے ساتھ تھا۔ (لیکن کسی کا مرید نہیں تھا)

شیخ ابراہم ادھم قدس سرہٗ کہتے ہیں کہ میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ ایک فہرست (طومار) ہاتھ میں لئے کچھ لکھ رہا تھا۔ میں نے دریافت کیا یہ کیا لکھ رہے ہو۔ فرشتہ نے کہا کہ خداوند تعالےٰ کے دوستوں کے نام لکھ رہا ہوں۔ میں نے کہا تم نے میرا نام بھی اس فہرست (طومار) میں لکھا ہے۔ اس نے کہا نہیں۔ میں نے کہا کہ میں ان میں سے تو نہیں ہوں مگر میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ یعنی اس کے دوستوں کا دوست ہوں۔ میں یہ گفتگو کر ہی رہا تھا کہ ایک دوسرا فرشتہ آیا اور اس نے کہا کہ یہ فہرست دوبارہ لکھو اور اس شخص کا نام اس فہرست میں سب سے پہلے لکھو جو میرے دوستوں کا دوست ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ روزِ قیامت بندہ اپنے اعمال (حسنہ) کی کمی کے سبب سے مایوس اور نا اُمید ہوجائے گا تو اللہ تعالےٰ اس وقت فرمائے گا کہ اے میرے بندے تو فلاں جگہ کے فلاں دانش مند کو یا فلاں عارف کو پہچانتا ہے تو اُس وقت وہ کہے گا کہ ہاں میں پہچانتا ہوں تو بارگاہِ الٰہی سے حکم ہوگا کہ جا تجھ کو بھی اس شخص کی شناخت و معرفت کے باعث بخش دیا

http://Ashrafi.org

حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہٗ) نے اس گفتگو کے ضمن میں فرمایا کہ سلطان العارفین حضرت (بایزید بسطامی

رضی اللہ عنہ) کا ایک دوست سفر میں ان کے ساتھ تھا یہ حضرات چلے جا رہے تھے کہ کسی شخص نے اس ساتھی کو خبر پہنچائی کہ تمہارا فلاں دوست مر گیا ہے۔ وہ شخص اس کی عاقبت کا غم کرنے لگا اور اس کے انجام کے بارے میں متاسف ہونے لگا۔ حضرت سلطان العارفین اس کے تاسف اور افسوس سے متاثر ہوئے اور فرمایا کہ تمہارے مرنے والے دوست نے مجھ کو دیکھا تھا؟ اس نے کہا نہیں، سلطان العارفین نے فرمایا اس نے میرا نام سنا تھا؟ اُس نے کہا جی ہاں! جب میں آپ کی خدمت اور صحبت شریف سے فارغ ہو کر اس شخص کے گھر جاتا تھا اور جناب والا کے اوصاف حمیدہ اور سوانح پاکیزہ اس شخص کو سنایا کرتا تھا وہ ان کو سن کر خوش ہوتا تھا اور بڑے اعتقاد سے سُنتا تھا۔ سلطان العارفین نے فرمایا بس اس قدر کافی ہے (اس کی انشاء اللہ بخشش ہو جائے گی)۔

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں لشکر غیب اور عالم لاریب سے الہام کرنے والوں نے اس فقیر اشرف کو بھی بتایا ہے اور پکار کر مجھ سے کہا گیا ہے کہ جو کوئی تجھے اخلاص سے دیکھتا ہے اور پر خلوص دل کے ساتھ اس نے تیری صحبت اختیار کی ہے اس کو بخش دے جائے گا مجلس والا اور محفل بلند مکان کے حاضرین یعنی حضرت کبیر و شیخ عارف، حضرت شیخ معروف، حضرت قاضی رفیع الدین، حضرت شیخ شمس الدین اودھی (رحہم اللہ تعالیٰ) اور بہت سے دوسرے حضرات اس مژدۂ جانفزا اور بشارت دلکشا کو سن کر بہت خوش ہوئے اور بے ساختہ یہ شعر ان کی زبان سے نکلا۔

چہ شکر آنکہ مر امژدۂ امان آمد	خدا کا شکر بشارت امان کی آئی ہے
نوید فتح دربشارت ازانجہان آمد	نوید فتح مجھے اس جہان سے آئی ہے

الحمد للّٰہ علی ھذہ النعمۃ الشرلفۃ و الوعدۃ الرفیعۃ بار بار کہنے لگے اور شکر الٰہی بجالانے لگے۔

حضرت قدوۃ الکبرا قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ جبکہ صرف شناخت ہی سے نسبت قائم ہو جاتی ہے۔ اور نجات کا سبب بن جاتی ہے تو دوستوں کی محبت اور طالبان حق سے پیوستگی اور دوستی اور ان کی سیرت اختیار کرنا اور ان حضرات کی پیروی کس قدر اولیٰ تر اور افضل تر ہوگی (اس کا اجر کس قدر عظیم ہوگا) شیخ ابو العباس عطا سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر دوستی خدا کی نہیں کر سکتے تو اس کے دوستوں سے دوستی کرو کہ دوستوں کی دوستی بھی اسی کی دوستی ہے

حضرت نور العین نے عرض کیا کہ جس طرح گروہ صوفیہ کے اقوال کی تکرار اور اس گروہ کے فضائل کا اقرار موجب اجر ہے کیا اسی طرح ان کے اقوال کا انکار قہر عظیم اور زجر الیم (سخت عذاب) کا موجب ہوگا حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ ہاں اور تقریبا ایک حکایت حضرت مولانا روم سے نقل کی کہ حضرت حسام الدین چلپی نے جو حضرت مولانا روم قدس سرہ کے خلفیہ (اور ان

کے پوتے بھی تھے) جب اپنے دوستوں اور اپنے حلقہ کے دوسرے اصحاب کی توجہ الٰہی نامہ (تصنیف حکیم سنائی) اور منطق الطیر

(تالیف خواجہ فرید الدین عطار) جیسی منظوم کتابوں کی طرف زیادہ دیکھی (دیکھا

کی طرف بہت راغب ہیں) تو انہوں نے حضرت مولوی معنوی کی خدمت میں گزارش کی کہ غزلیات کی کتاب تو بہت ہو چکی ہے اگر اب بجائے غزلیات کے الٰہی نامہ اور منطق الطیر کے طرز پر کوئی کتاب منظوم تیار ہو جائے جو دوستوں کے لیے یادگار رہو تو بہت ہی خوب ہو، حضرت مولانا روم نے یہ سنتے ہی اپنی دستار مقدس سے ایک کاغذ نکالکر شیخ حسام الدین چلپی کے ہاتھ میں دے دیا اور اس کاغذ پر اٹھارہ ابتدائی اشعار مثنوی کے لکھے اس جگہ سے کہ

بشنو از نی چون حکایت میکند　　　وز جدائی ہا شکایت میکند

اس جگہ تک کہ　　حال پختہ ورنیاید ہیچ خام　　　پس سخن کوتاہ باید والسلام

اس کے بعد ــــــــــــــــــــــــ حضرت مولانا روم نے فرمایا کہ قبل اس کے کہ تمہارے دل میں یہ خواہش اور آرزو پیدا ہو عالم غیب سے میرے دل میں القا کیا گیا تھا کہ اس قسم کی کتاب عظیم نظم کرنا چاہئے اس کے بعد وہ مثنوی معنوی کے اہتمام میں مشغول ہو گئے کبھی کبھی تو ایسا ہوتا تھا کہ اوّل شب سے طلوع فجر تک حضرت مولانا روم اِملا کراتے اور حسام الدّین چلپی اشعار لکھتے جاتے پھر انہوں نے جس قدر لکھا ہوتا اس کو بآواز بلند حضرت مولوی رومی کے سامنے پڑھتے ۔ جب پہلی جلد مثنوی کے تمام ہوئی تو حسام الدّین چلپی کی بیوی کا انتقال ہو گیا اور اس کام کے تسلسل میں رکاوٹ پڑ گئی (وہ تسلسل ختم ہو گیا) اس کے دو سال کے بعد پھر حسام الدین چلپی کی فرمائش سے مثنوی کو تکمیل پر پہنچایا چنانچہ جلد دوم ے آغاز میں اس کا اظہار فرمایا۔

مدتی این مثنوی تاخیر شد
مہلتی بایست تا خون شیر شد

شیخ چلپی حسام الدّین فرماتے ہیں کہ جب مثنوی پڑھی جاتی اور حاضرین اس کے کیف میں ڈوب جاتے تو اس وقت میں دیکھتا کہ مردان غیب کی ایک جماعت ہاتھوں میں دورباش اور تلواریں لے کر حاضر ہوتی کہ جو کوئی اخلاص کے ساتھ نہیں سُنے گا ہم اس کے ایمان کی جڑیں اور شاخیں کاٹ کر پھینک دیں گے اور اس کو دوزخ میں کھینچ کر لے جائیں گے۔ حضرت مولوی رومی قدس سرہٗ نے فرمایا ایسا ہی ہے اور انہوں نے یہ اشعار پڑھے ۔

دشمن این حرف این دم درنظر　　　شد ممثل سرنگوں اندر سقر

http://Ashrafi.org

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ مشائخ کرام کی تصنیفات اور فرقہ صوفیہ کی تالیفات اللہ تعالیٰ کے انعام و بخشش اور اس کے نامتناہی کرم کا نتیجہ ہیں۔ جس زمانہ میں یہ فقیر حضرت شیخ عبدالرزاق کاشانی قدس سرہٗ سے کاشان میں شرف اندوز ملاقات ہوا تو اثنائے ملاقات میں شیخ محی الدین ابن عربی کا تذکرہ آیا شیخ عبدالرزاق کاشانی نے فرمایا کہ بغداد کے ایک عظیم شیخ نے ان کے فضائل و مناقب میں ایک کتاب لکھی ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ حضرت شیخ قدس سرہٗ کی تصنیفات کی تعداد پانچ سو سے زیادہ ہے اور خود حضرت شیخ قدس سرہٗ نے اپنے بعض احباب و اصحاب کی فرمائش سے ایک رسالہ اپنی تصنیفات کی فہرست میں مرتب کیا ہے اس میں ان کی تصنیفات کی تعداد ڈھائی سو سے زیادہ ہے اور ان سب کے نام تحریر کیے ہیں ان میں زیادہ تر تصوف کے موضوع پر ہیں شیخ اکبر نے اس رسالہ کے مقدمہ میں خود یہ تحریر کیا ہے کہ ان کتب کی تصنیف و تالیف سے میرا مقصد دوسرے مصنفوں کی تصانیف کا جو مقصد رہا ہے وہ نہیں ہے بلکہ میری بعض تصانیف کا سبب تصنیف یہ ہے کہ حقِ تعالیٰ کی طرف سے کبھی کوئی ایسا امر واقع ہو جاتا کہ اُس کے ضبط سے یہ ڈر ہوتا تھا کہ وہ مجھ کو پھونک ڈالے گا لہٰذا ایسے واردات و اموار میں سے بعض کو میں بیان کر دیتا۔ اور ایک سبب یہ بھی ہوتا تھا کہ کبھی خواب میں کبھی بیداری میں بطور مکاشفہ حق تعالےٰ کی جانب سے میں اس کے لیے مامور کیا جاتا۔ اس سلسلۂ سخن میں حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہٗ) نے فرمایا کہ رسالہ غوثیہ کی تالیف کے سلسلے میں حق تعالےٰ نے مجھ کو بھی اس امر شریف سے سربلند فرمایا تھا۔ (مجھے بھی حکم ہوا تھا کہ رسالہ غوثیہ تحریر کروں) اور میرے سر میں بھی اس کا شوق پیدا کیا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت نور العین بھی اس واقعہ شریفہ میں موجود تھے اسی طرح قدوۃ الکبرا کے کلمات اور الفاظ شریفہ کا جامع یعنی یہ خادم جو نظام یمنی کے نام سے موسوم ہے اس اشارہ سے سربلند ہو چکا ہے (اس کو بھی حکم دیا گیا ہے کہ وہ ملفوظات قدوۃ الکبرا جمع کرے) اور اس کلام لطیف اور سخنان پاکیزہ کو جمع کرنے کے سلسلے میں بعض الہامات اور واردات قلب پر گزرے ہیں[1]

[1] یہاں پر مخطوطہ میں یہ عبارت موجود ہے اسکو بلفظہ پیش کر رہا ہوں: قال الا شرف بشرنی اللہ تعالیٰ من اصغی کلا مک مجسن القبول والا عتقاد و بطرزالیقین والا نقیادفی عرفانی و وجد انی بسمعٍ جنانّیٍ فقد اندرجت فیه حسناتُ فیھا نطقة العلم و المعرفته وان التبس علیه فی الحال فقد یثبت له النصیب فی طور مس الطواده۔

حضرت اشرف قدسرہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی کہ جس نے میرے عرفان و وجدان کے بارے میں تمہاری بات کو حسن قبول داعتقاد و طریق یقین دفرنسرداری کے ساتھ گوش دل سے سنا تو اس میں بلا شبہ نیکیاں سرایت کر گئیں جس میں علم و معرفت کی گویائی ہے اور اگر کلام فی الحال اس پر مشتبہ ہو گیا تو یہ اس کے لئے ایک قسم کا حصہ ثابت ہوگا (شمس بریلوی)

نوٹ: بعینہ یہ عبارت مطبوعہ نسخہ میں صفحہ ۷ اپر بھی موجود ہے اور حاشیہ پر فارسی ترجمہ ہے۔(نوشاہی)۔

الغرض مشائخ کے کلمات عجیبہ اور نکات غریبہ کشف دوجدان اور ذوق وعرفان سے مستنبط اور مقتبس ہوتے ہیں، ذوق وعرفان کے تحریک سے تحریر کئے جاتے ہیں (اور غیبی اشارہ شامل حال ہوتا ہے) اس لئے ان مقالات کا منکر اور کلمات ذوق و وجدان کا معترض جہنم کے گڑھے اور حرمان کے غار میں گرتا ہے جیسا کہ مولوی معنوی نے اپنی مثنوی میں فرمایا ہے۔

مثنوی

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد — چاک پردہ کرنا جب چاہے خدا
میلشن اندر طعنہ پاکان برد — طعنہ پاکاں پہ دل کو دے جھکا
ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس — اور اگر چاہے کہ ستاری کرے
کم زند در عیب اہل دل نفس — طعن سے پھر دل بھی بیزاری کرے
نکتہا چون تیغ پولاداست تیز — نکتے ہیں تلوار فولادی سے تیز
گرنداری تو سپروا پس گریز — ڈھال گر رکھتا نہیں کرجا گریز
پیش این الماس بے اسپر میا — بے سپر اس تیغ کے آگے نہ آ
کز بریدن تیغ را نبود حیا — کاٹنے میں تیغ کو کیا ہے حیا

حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہٗ) نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی توحید افعال میں تحقیق کر چکا ہے اور توحید صفات سے آگاہ ہے وہ شخص جانتا ہے کہ افعال صوفیہ اور اقوال طائفہ علیہ میں کیا حکمت ہے (وہ صوفیہ کے افعال واقوال حکمت سے خالی نہیں ہوتے) پس ایسے شخص کو جوان کلمات سے آگاہ ہے کبھی ان کلمات پر حرف گیری نہیں کرنی چاہیئے۔

بر حرف ہیچ کس منہ انگشت اعتراض — مت رکھ کسی کے حرف پہ انگشت اعتراض
کان کلک صنع نیست کہ خطی خطا کشد — یہ وہ قلم نہیں کہ کھینچے خطہ خطا

رسالہ مناقب ومراتب خلفائے راشدینؓ

حضرت قدوۃ الکبرا نے اصحاب کاملین کے مراتب خلفائے راشدین (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کے مناقب میں ایک رسالہ تالیف فرمایا تھا۔ اس رسالہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے مناقب کچھ زیادہ بیان کیے گئے تھے جس سے علماء ظاہر کا گمان دوسری طرف جاتا تھا حیلہ بازاور جنگ دوست لوگوں کے دل و دماغ میں تفضیلیت و بدعت کی بو جاتی تھی۔ جب حضرت قدوۃ الکبرا بنگال سے حضرت زبدۃ الاحرار علاؤ الدین والدین ولد نیاسے ملاقات کرکے واپس تشریف لا رہے تھے۔ راستہ میں قصبہ محمد آباد گہنہ میں آپ نے نزول فرمایا اور قصبہ کے سواد سے ملحقہ ایک باغ میں آپ نے قیام فرمایا۔ وہاں کے علماء فضلا اور کاملین اطراف و اکناف سے حضرت قدوۃ الکبرا کی ملاقات کے لیے حاضر ہوئے۔ دقائق معرفت اور حقائق طریقت

http://Ashrafi.org

پر باتیں شروع ہوئیں۔ اس دوران صحابہ کرام (خلفائے راشدین) رضی اللہ عنہم کے مناقب کے بارے میں گفتگو

شروع ہوئی۔حضرت قدوۃ الکبرا قدس سرہٗ نے اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق زبان گوہر بار سے ارشاد فرمایا اور آپ نے جو کچھ بیان فرمایا وہ اس خوبی کے ساتھ بیان فرمایا کہ حاضرین مجلس میں سے کوئی بھی اپنی زبان نہ کھول سکا (پھر کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ اس اعتراض کو اٹھاتا) عقاید پر تمہید کے بطور کچھ ارشاد فرمانے کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں نے صحابہٗ کرام کے مناقب میں رسالہ تالیف کیا ہے اگر آپ حضرات اس کا مطالعہ فرمائیں تو مناسب ہوگا۔حاضرین نے پورے شغف اور دلچسپی کے ساتھ اس کے مطالعہ کی استدعا کی چنانچہ حضرت کے مہتمم کتاب خانہ مولانا حسین نے حضرت کے اشارہ کے بموجب رسالہ ان لوگوں کے دے دیا قاضی حمید الدین اور بعض دوسرے علماء نے اس کا مطالعہ کیا اور مطالعہ کے بعد بہت ہی زیادہ تعریف کی ۔ان علماء میں قاضی احمد بھی شامل تھے انہوں نے حضرت علیؓ کے مناقب کی کثرت پر اعتراض کیا اور بحث شروع ہوگئی ہر ایک نے دلائل دینے شروع کیے اور بحث نے طول پکڑ لیا۔اقوال مختلفہ ثبوت میں پیش کئے جانے لگے بعض علماء بھی بحث میں قاضی احمد کے طرف دار ہوگئے۔رسالوں اور روایات کے حوالے زیر بحث آئے نوبت یہاں تک پہنچی کہ ان لوگوں نے شہر پہنچ کر بزعم خود حضرت کی خطا پر مبنی ایک استفتا تحریر کیا اور ان لوگوں نے باہم طے کیا کہ آئندہ جمعہ کو اس بنیاد پر حضرت سے تعارض کریں گے اور کھل کر اعتراض کریں گے حضرت کو جب اس کا علم ہوا تو آپ کو قدرے تردد ہوا۔لیکن جب جمعہ کی نماز کا وقت آیا تو شدید بارش ہونے لگی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ طوفان نوح آ گیا ہے قصبہ کے گھروں میں پانی گھس گیا۔اتنی شدید بارش میں کوئی بھی مسجد میں نہ پہنچ سکا۔صرف یہی نہیں بلکہ ان لوگوں کی جمعیت میں بھی تفرقہ پڑ گیا۔اس جماعت میں ایک فاضل و دانش مند سید خان نامی تھے ان کو خواب میں کہا گیا کہ تم نے اشرف جہانگیر کو کیا سمجھ رکھا ہے وہ معمولی شخص نہیں تم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اگر دونوں کی خیریت اور کونین کی دولت چاہتے ہو تو جاؤ اس سے عذر خواہی کرو اور اپنے ناشائستہ عمل سے توبہ کرو! جب صبح کو سید خان بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنی بیوی سے جو ایک صالحہ خاتون تھیں یہ خواب بیان کیا۔سید خان کی بیوی نے کہا کی میں نے بھی بلکل ایسا ہی خواب دیکھا ہے اور میں تم سے یہ خواب کہنا ہی چاہتی تھی لیکن پہلے تم نے کہہ دیا اب مناسب اور درست یہی ہے کہ حضرت کے حضور میں جاؤ اور عذر خواہی کرو! دیکھو خبر دار! نہنگ کے منہ میں جانا عقل مندوں کا کام نہیں ہے۔

نیاید پسندیدگان راپسند — نہیں اچھے لوگوں کو ہر گز پسند
کہ در بیشۂ شیر خیمہ زنند — کہ شیروں کے گھر میں ہو خیمہ بلند

لڑنیوالوں سے نکل کر حضرت قدوۃ الکبرا کی خدمت میں جاؤ نیز تمہارے لڑکے نہیں ہوتے حضرت سے درخواست کرو شاید تمہیں انے اس خواب کی تعبیر اس بزرگ کے کرم سے مل جائے جو تم نے چند دن ہوئے دیکھا تھا

کہ ایک بزرگ سید جامع فضائل مشرق (بلادشرقیہ)سے تشریف لائے ہیں تم بھی ان کی خدمت میں

گئے ہو انہوں نے تمہیں چار آم مرحمت فرمائے ہیں۔

سید خان اپنی بیوی کے مشورے کے مطابق فوراً قدوۃ الکبرا کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی کہ قلب مبارک میں کچھ تردّد نہ فرمائیں ان سب کا جواب میں دیتا ہوں۔ حضرت قدوۃ الکبرا کے چہرۂ مبارک پر اس سے بے حد خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے اور فرمایا کہ اے عزیز مناقب اصحاب کے سلسلہ میں اس فقیر نے بھی جواب ہائے باصواب دیے ہیں لیکن وہ لوگ اپنی ہٹ دھرمی کے باعث ان جوابات کو تسلیم نہیں کرتے سید خان نے عرض کیا کہ آپ نے بجا فرمایا لیکن اب اس مخلص نے ایک دوسری تدبیر کی ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے خوش ہوکر چار آم سید خان کو دیے اور ان سے فرمایا تمہارے چار بیٹے ہوں گے۔ ایک طاہر دوسرا مطہر تیسرا طیب اور چوتھا محمد۔ ان میں سے ہر ایک عالم وفاضل ہوگا اور اپنے زمانہ میں دوسروں سے بلند وبالا ہوں گے۔ اس واقعہ کے بعد دوسرے جمعہ کو تمام علماء آئے اور انہوں نے وہ استفتا حضرت کے سامنے پیش کیا۔ سید خان وہاں موجود تھے، انھوں نے وہ استفتا اٹھا کر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور پڑھا اور اس کے بعد ان لوگوں سے کہا کہ اصل غلطی تمہاری ہے۔ ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کچھ مناقب زیادہ بیان کیے گئے ہیں لیکن اگر غیر سید ایسا لکھتا تو اس پر اعتراض کیا جاسکتا تھا سید پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا اگر کوئی اپنے ماں باپ کی تعریف بحد غلو بھی کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ سن کر ان عالموں نے کہا کہ اپنے اس قول پر کوئی دلیل پیش کرو! انہوں نے قبول کیا اور جامع العلوم سے یہ حدیث شریف نقل کی:-

الناس ابناء الدنیا ولا یلام الرجل	لوگوں دنیا کے فرزند ہیں اور کسی فرد پر ملامت نہیں کیجاتی اگر وہ اپنے والدین سے
علی حب ابویہ بمد حہما	محبت کرے یا انکی تعریف کرے۔

اس روایت کو سنتے ہی ایک دم بخود اور نا کام ہوا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ ط'' بالآخر سب نے عذر پیش کیا اور اب عذر خواہی کیا مفید ہوسکتی تھی۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے سید خان اور ان کے ہمخیال لوگوں کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو اور قاضی حمید الدین اور تمہاری اولاد کو ہر قرن وزمانہ میں دارین کی کمالیت عطا فرمائے بالنبی والہ الا مجاد اور معترضوں کو شر وفساد کے لئے سانس نہ لینے دے، نعوذ باللہ منہا۔ چنانچہ ہر ایک مصیبت میں گرفتار ہوا۔

ستیزیدن عارفی بیدرنگ — کسی سچے عارف سے لڑ بیٹھنا
درانداختن دردہان نہنگ — ہے گھڑیال کے منہ میں اڑ بیٹھنا

تقریباً ایسے ہی واقعہ کا حضرت قدودہ الکبرا نے یہ بیان فرمایا کہ بخارا میں علمائے ظاہر اور

فضلائے نے باہر نیف فصوصی الحکم کے جلادینے کے بارے میں فتوی لکھا تھا اور قریب تھا کہ دو ایک دن کے بعد

فصوص الحکم کے تمام نسخوں کو جلا دیا جاتا کہ اسی اثناء میں ایک دانش مند فاضل اور عالم باعمل جو بہت ہی فصیح و بلیغ زبان میں گفتگو کرتے اور تمام علوم وفنون پر کامل دست گاہ رکھتے تھے بخارا میں وارد ہوئے چنانچہ وہاں کے ہر ایک عالم نے اور فاضل نے بخارا شہر کے باہر آ کر ان کا استقبال کیا اور بڑی عظمت وعزت کے ساتھ ان کو شہر میں لائے اثناء گفتگو میں فصوص الحکم کے جلا دینے کے فتوے کا بھی ذکر آیا ان بزرگوار نے فرمایا کہ

جب میں نے وہ کتاب دیکھی نہیں ہے اور اس کے معانی سے آ گاہی حاصل نہیں کی ہے تو پھر میں کس طرح اس کے جلانے کا حکم دے سکتا ہوں۔

چنانچہ کوشش کر کے کہیں سے فصوص الحکم حاصل کی اور ان بزرگ کی خدمت میں مطالعہ کے لیے پیش کر دی۔ انہوں نے چند روز اس کے مطالعہ میں صرف کیے۔ چند روز کے بعد پھر علمائے شہر آپ کے پاس آئے اور فصوص الحکم کے جلانے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے فرمایا کہ:۔

فصوص الحکم کے مضامین کے جو معانی میں نے سمجھے ہیں اور میرے ذہن میں ان کا جو تصور ہے اس کی بنا پر میں اس کے جلانے کا حکم نہیں دے سکتا اور وہ حقائق جن تک میری فکر نہیں پہنچ سکی ان کے بارے میں میں کس طرح کہہ دوں کہ وہ جلانے کے لائق ہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کی روحانی برکت کے باعث فصوص الحکم کا جلانا موقوف کر دیا گیا۔

اس واقعہ کی مناسبت سے قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ متقدّمین صوفیہ حضرات کے کلمات اور ارباب کمال کی تالیفات اللہ تعالےٰ کے رموز میں سے ایک رمز ہے اور باری تعالیٰ کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے ہر کسی کو اس سے آ گہی حاصل نہیں ہوتی لیکن جس کا باطن نور وجدان سے اور جس کا قلب حضور عرفان سے بہرہ یاب ہوتا ہے (وہ اس سے آ گاہی پا سکتا ہے) حضرات صوفیہ کے ارشادات کے سننے کا استحقاق اور اس پاک گروہ سے آ گاہی کے حصول کے لیے ادنیٰ ترین قابلیت اور اہلیت یہ ہے کہ کشف خاص حاصل ہو یا فہم ناشی مقام اختصاص سے ہو، حضرت کبیر نے عرض کی کشف خاص وفہم ناشی عن اختصاص سے کیا مراد ہے، حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ کشفِ خاص سے مراد سالک کے دل میں نورالٰہی کا ایسے طریقہ پر ظاہر ہونا ہے کہ اُسکو یقینی عقیدہ اور سچے علوم اس بارے میں حاصل ہوں کہ سوا اللہ کیلئے کوئی وجود نہیں اور بے شک جو کچھ ماسوا اللہ دیکھا جاتا ہے کچھ نہیں ہے سوائے اللہ کے جو اُس کے ظاہر و باطن وبصیرت کو گھیرے ہوئے ہے اور یہ کشفِ خاص ہوتا ہے۔ یہ مقدمات عقلیہ اور براہین نظریہ اور مکشوفاتِ ملکوتیہ وجنّیہ وملکّیہ سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ کشفِ الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ فہم ناشی عن

مقام اختصاص سے مراد ارباب حقیقت کی تقلید ہے اور ان کے کلمات کے مطالعہ اور اُن کے رموز و اشارات کے سمجھنے سے اُن کے اقوال کو

قبول کرنا، احوال کو ماننا اور اُن کے معارف اور کشفوں اور حقائق و دقائق کا ادراک کرنا ہے اور اسی کا نام کشف نظری ہے اور یہ مقام اختصاص ونہایت اخلاص ہی سے ہوتا ہے کیوں کہ یہ طریقہ وقل کے طریقوں سے بالاتر ہے۔

اس کے بعد صاحب فصوص الحکم (حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ) کے مناقب واوصاف کا ذکر چھڑ گیا تو حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جس زمانہ میں یہ بندہ مکہ مکرمہ میں شیخ الشیوخ عبداللہ یافعی قدس سرہ (یہ امام ہمام، وحید عصر، علم وفضل میں یگانہ، اور علم ظاہری و باطنی کے عالم تھے اور جن کی بہت سی تصانیف میں مثلاً تاریخ مرآۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ حوادث الزمان روضۃ الریاحین فی حکایات الصالحین دُرُرُالنَّظِیم نے فضائل القرآن العظیم ان کی یادگار ہیں) کی ملاقات سے مکہ معظمہ میں شرف یاب ہوا اور آپ نے مجھے گونا گوں لطائف معارف اور ظرائف کراشف انگیز سے نوازا۔ اور میں ایک مدت تک آپ کی خدمت میں حاضر باش رہا تو اُسی زمانہ میں ایک دن حضرت شیخ علی ہمدانی قدس سرہ نے (جو تمام دنیا کا سفر کر چکے تھے) حضرت امام ہمام عبداللہ یافعی (قدس سرہٗ) سے درخواست کی کہ شیخ اکبر قدس سرہٗ کے مناقب سے بہرہ اندوز فرمائیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ان کی ذات وحدت الوجود پر اعتقاد رکھنے والے حضرات کی پیشوا ہے [1]۔ بایں ہمہ فضل وکمال یعنی علماء وفقاء ظاہر نے اُن پر مسئلہ وحدت الوجود میں طعن کیا ہے اور اکثر علماء اور صوفیہ عظام وصلحائے کرام (قدس اللہ اسرارھم) نے ان کو بہت ہی عظیم وبلند پایہ بزرگ گردانا ہے اور ان کی بہت کچھ تعریف کی ہے اور ان کے کلام کو بہت کچھ سراہا ہے اور ان کے اشعار لطیف وغریب واخبار نادر وعجیب موجود ہیں۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

شیخ اکبر قدس سرہٗ کی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے ایک بار ملاقات ہوئی ایک کو دوسرے نے دیکھا اور ایک دوسرے کے مقامات کا ادراک کیا لیکن بغیر بات چیت کیے۔

دو صاحب راز در یک طرفۃ العین — دو صاحب راز بس آنکھیں جھپکتے
سخن بسیار گویندبی کلامی — بہت کچھ کہتے ہیں بے بات بولے
ازان بیرونست ای صاحب معانی — یہ اس سے بالا ہے اے عقل والے
کہ دریا بد کلامی خاص عامی — کہ ایسی خاص شے کو عام سمجھے

ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ بعد میں شیخ اکبر قدس سرہ کے بارے میں شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہرودی قدس سرہ سے دریافت کیا گیا کہ ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال

[1] وہ قائلین وحدۃ الوجود کے پیشوا ہیں اور زبدۂ عاشقان شہود ہیں۔

http://Ashrafi.org

ہے توانہوں نے فرمایا ھو بحر الحقائق[1] اور جب شیخ اکبر قدس سرہٗ سے شیخ الشیوخ کے بارے میں دریافت کیا توانہوں نے کہا رجد مملو من فرقه الٰی قدمه من سُنَّه[2] رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ غواصان دریائے حقیقت وسیّاحان صحرائے دقائق (ارباب حال وقال) جوان دونوں بزرگوں کے مراتب کے مابین ان کے ارشادات کے پیش نظر فرق کرتے ہیں ان کا کہنا تقریباً اس شعر کے مطابق ہے (یہ فرق اس شعر کے مصداق ہے)

دردولبت فرق نکردن تو ان	فرق نہیں تیرے لبوں میں کوئی
خضر ہما نست و مسیحا ہمان	خضر وہی دونوں مسیحا وہی

اس موقع پر حضرت نور العین نے عرض کیا کہ جب حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ کا مقام اس قدر بلند ہے تو پھر بعض اکابر نے حضرت شیخ اکبر کی تصنیفات پر (جو مظہر حقائق اور مصدر دقائق ہیں) اعتراضات کیوں کئے ہیں۔ حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ طعنہ زنی کرنے والوں کے طعن اور حاسدوں کے حسد کا منشا یا تقلید نفس اور تعصّب ہے یا آپ کے مصطلحات سے بے آگاہی اور ناواقفی ہے جو حضرت شیخ اکبر قدس سرہٗ نے اپنی تصنیفات وتالیفات میں استعمال کی ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر ان حاسدوں کے حسد کا باعث شیخ اکبر کے وہ دقائق ومعارف اور وہ کشف وحقائق ہیں جو ان کی تصنیفات میں عموماً اور خاص طور پر فصوص الحکم میں بیان کیے گئے ہیں اور کسی کتاب میں ایسے مباحث موجود نہیں ہیں اور گروہ صوفیہ میں سے کسی نے ان کو بیان بھی نہیں کیا ہے۔ حضرت قدوۃ الکبرا قدس سرہ نے فرمایا کہ جو کوئی ان مخدومان جہاں کے کمترین خادموں اور ان کاملین زمانہ کے جاروب کشوں سے حاصل کرتا ہے اور صاحبانِ بصیرت کا معتقد ہوتا ہے اس کے بارے میں یہ امید کی جاسکتی ہے کہ انشاء اللہ یقیناً اپنے مقصد پر پہنچ جائے گا اور جو کوئی بے علمی کی بنا پر ان صدّیقوں کا منکر ہوگا اور ان کے خلاف کرے گا تو گویا وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ سلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے خلاف کرے گا اس لیے کہ ان اصحاب کا طریقہ اور ان کی روش حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ سولم اور صحابۂ کرام کی روش کے عین مطابق ہے۔ ان عارفوں اور عالموں کا یہ روشن طرز بدعت اور مخالفت شریعت سے بالکل پاک وصاف ہے اور ان کے دل کا آئینہ زنگ شوائب (برائیوں) سے بالکل مصفّا ہے۔ پس اس طائفہ علیہ سے انکار انوار واسرار صوفیہ سے محرومی کا موجب ہے۔

حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہٗ) نے تقریباً ان الفاظ میں ارشاد فرمایا کہ:-

حضرت شیخ سعدی رحمہ اللہ علیہ سے اکابر سادت و اشراف میں سے کسی شخص سے کچھ تکرار ہوگئی اس امیر

---

[1] وہ حقیقتوں کا ایک سمندر ہیں۔

[2] ایسے شخص ہیں جو سرتا پا سنتِ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

http://Ashrafi.org

نے شب میں سرورکونین صلی اللہ علیہ وسلم کوخواب میں دیکھا کہ آپ اس امیر پر عتاب فرمارہیں ہیں جب وہ امیر خواب سے بیدار ہوا تو شیخ سعدی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عذر خواہی کی اور ان کو راضی کرلیا۔

اسی طرح مشائخ میں سے ایک بزرگ شیخ سعدی کی عظمت اور بزرگی کے منکر تھے ایک شب انہوں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھول دیے گئے ہیں اور ملائکہ نور کے طبق لیے نازل ہورہے ہیں۔ان بزرگ نے پوچھا یہ کیا ہے اور کس کے لیے ہے انہوں نے کہا کہ شیخ سعدی شیرازی کے لیے ہے۔ان کا ایک شعر بارگاہ رب العزت میں مقبول ہوگیا ہے اور وہ شعر یہ ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہو شیار	ہوش مند شخص کی نظر میں ان سرسبز درختوں
ہر ورقی دفتر ست معرفت کردگار	کا ہر ایک پتہ معرفت الٰہی کا ایک دفتر ہے

جب یہ بزرگ خواب سے بیدار ہوئے تو رات ہی تھی یہ اسی وقت رات میں شیخ سعدی کے زاویہ پر پہنچنے کے لیے روانہ ہوئے تاکہ جلد سے جلد شیخ کو یہ خوشخبری پہنچائیں۔وہاں پہنچ کر دیکھتے ہیں کہ چراغ جل رہا ہے اور دفتر کھلا ہے اور کچھ پڑھ رہے ہیں انہوں نے کان لگا کر سنا تو وہی شعر تھا۔

حضرت قدوۃ الکبرا کا معمول تھا کہ جمعہ کی نماز سفر ہو یا حضر،کبھی نہیں چھوٹتی تھی۔روح آباد کے قرب و جوار کے کسی قصبہ میں تشریف لے جاتے تھے۔کیونکہ اس وقت تک جامع مسجد کی بنیاد اپنے قصبہ میں قائم نہ فرمائی تھی۔ایک دن جمعہ کے لئے قصبہ سنجھول تشریف لے گے۔نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد اس قصبہ کا ملّا اور اس کے کچھ شاگردوں نے حضرت قدوۃ الکبرا سے علم الکلام کا یہ مسئلہ دریافت کیا کہ بندہ اختیار رکھتا ہے یا نہیں تیسری چیز بیچ میں نہیں،اگر ہم کہیں کہ صاحبِ اختیار ہے تو پھر ہم قدریہ ہوئے اور اگر کہیں کہ بندہ عدمِ اختیار ہے تو پھر جبریہ ہوئے پس ان دونوں صورتوں کے درمیاں ہمارا مذہب کونسا ہے؟ حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ مسئلہ اختیار اگلوں سے مشکل چلا آتا ہے لیکن بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ باعتبار ظاہر تو اختیار ہے اور باعتبار حقیقت جبر ہے جیسا کہ مقدمہ کتاب بزودی میں حضرت امام فخر الاسلام نے ذکر کیا ہے کہ صورۃً اختیار ہے اور حقیقتاً جبر ہے۔ملّا نے حضرت قدوۃ الکبرا کی مراد و منشا کو غور سے نہ سنا اور اپنے علم کے غرور میں چند ایسی علمی بحثیں چھیڑ دیں جن کا کچھ مفہوم و مقصود نہیں تھا بلکہ ان باتوں سے اس کا مقصود اپنی فضلت کا اظہار تھا اور اس کی ان باتوں سے پتہ چل رہا تھا کہ وہ حضرت سے حسد رکھتا ہے۔حجرت اس کی باتوں کا جواب ٹھیک ٹھیک دیتے تھے۔ چنانچہ باہمی ایک دوسرے کی باتوں اور دلائل کے ثابت کرنے میں اصل بات لمبی ہوگئی اور عنقریب اپنے موقع پر انشاءاللہ تعالیٰ اس کا بیان آئے گا۔قصہ مختصر بحث اس مرتبہ کو پہنچی کہ اس ملاّ کی زبان سے خلاف ادب بات نکل گئی۔ حضرت قدوۃ الکبرا کے دل میں اسم القہار کی تجلی پر تو فگن ہوئی اور آپ نے فرمایا "اب تک تیری زبان رہی ہے "یہ فرماتے ہی اس کی زبان تالو سے کھنچ کر باہر آگئی بولنے کی سکت باقی نہیں رہی تمام حاضرین محفل حیران و پریشان تھے اور ایک عذر خواہی کرنے لگا ۔ اس ملاّ کی ماں بہت ہی بوڑھی

تھی ۔مشائخ اور بزرگوں سے اس کو بڑا اعتقاد تھا اس نے اپنے بیٹے کی یہ حالت سُنی تو روتی پیٹتی قدوۃ الکبرا کی خدمت میں آئی اور آپ کے پیر پکڑ لیے اور معافی مانگنے لگی ۔سب کے روبرو اس بُری طرح روئی کہ حاضرین مجلس کے دل بھر آئے وہ روتی جاتی اور کہتی جاتی کہ یا میسر پُت بھِکہ دے، جب اس کی فریادو زاری حد سے گزری تو آپ نے فرمایا کہ مائی ! تیر نشانہ پر پہنچ چکا اور اب وہ لوٹ نہیں سکتا ہاں ! اتنا ہوجائے گا کہ اس کی زبان جو باہر نکل آئی ہے وہ منہ کے اندر چلی جائے گی اور ہکلا کر بولا کرے گا۔صرف یہی نہیں بلکہ اس کی اولاد پوتے ، پڑپوتے ،سب کے سب ہکلے ہوں گے اور اس قصبہ میں کوئی عالم زندہ نہیں رہے گا۔ جو عالم بنے گا وہ مرجائے گا۔ان ملفوظات کا جامع یعنی نظام حاجی غریب یمنی اس واقعہ کے ایک عرصہ کے بعد اس قصبہ میں میں ایک مرتبہ گیا میں نے تلاش کیا تو وہ بے ادب ملاّ مر چکا تھا اُس کے ایک بیٹا ہے جو اس سے زیادہ ہکلا ہے اور اب وہی قصبہ جو فاضلوں اور عالموں سے بھرا رہتا تھا آج ویران پڑا ہے بہت سے عالم انتقال کرچکے ہیں بعض نے جو کچھ پڑھا لکھا تھا بھول چکے ہیں حق تعالیٰ سب کو اس طائفہ کی بے ادبی اور صوفیہ سے لڑائی جھگڑا کرنے سے محفوظ رکھے با لنبی وٓالہ الا مجاد۔

شرائط استماعِ حکایات صوفیہ

اس اثنا میں اس خادم (مولف ملفوظات) نے عرض کیا کہ اس بزرگ گروہ صوفیہ کی حکایات اور ان کے کلمات سے استفادہ کی شرائف کیا ہیں (کن امور کو اس صورت میں ملحوظ رکھا جائے) حضرت نے فرمایا کہ ان حضرات کی تصنیفات وتالیفات کے مطالعہ اور ملاحظہ کے وقت چار باتوں کا خیال رکھنا چاہئے ایک تو یہ کہ اس مطالعہ کی غرض وغایت اور اس کی بنیاد کسی خواہش نفسانی پر نہ ہو جیسے کسل اور سُستی کو دور کرنے یا طبیعت کی پژمردگی کو مٹانے کے لیے مطالعہ نہیں کرنا چاہئے بلکہ ان حکایات وروایات کے مطالعہ اور بلندو بالا کلام کا مطالعہ حصول آگہی کے لیے ہونا چاہئیے یا مقصد یہ ہو کہ جہاں جہاں شکوک واقع ہوگئے ہیں ان شکوک کو رفع کرنے کے طریقہ سے اطلاع پا سکے اعتراض اور خطا گیری مقصد نہ ہو،غرضیکہ نفس کے اخلاق ذمیمہ کا اس سے تعلق نہ ہو کہ ایسے مبنی براغراض مطالعہ سے کچھ بھی نفع حاصل نہیں ہو سکتا۔پس چاہئیے کہ مطالعہ کا باعث طلب حق اور طریق مطلق (معرفت) کے سوا کچھ اور نہ ہتا کہ اس صدق وخلوص کی برکت سے یہ دروازہ طلب صادق پر کھل جائے۔

دوسرے یہ کہ مطالعہ میں اعتدال کو ہمیشہ پیش نظر رکھے اور طبیعت میں اضمحلال پیدا ہونے سے پہلے ہی مطالعہ ترک کردے اور اس میں افراط نہ پیدا ہونے دے جس سے فہم اور معنی رسی میں اشکال پیدا نہ ہو اور فہم کی صفائی مکدّر نہ ہو۔تیسرے یہ کہ مطالعہ کے دوران فہم معانی کے وقت معنی ظاہری پر قناعت نہ کرے اور جان لے کہ کلمات نبوی سے ہر کلمہ کے لئے اور سالکان سنن مصطفوی کی باتوں سے

ہر بات کے لئے ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ قال الاشرف؛

کلمتہ التصوف و حکایت التّعرف بَحرٌمِنْ بِحار العرفانِ ومَعْدَنٌ مِنْ مَعادِنِ الْوجدان یخرُجُ مِنْھُمَااللُّئولُؤُ وَالْمَرْجَان [۱]: تصوف پر مبنی ہر کلمہ اور معرفت کی حکایات میں سے ہر ایک حکایت عرفان کا ایک سمندر اور وجدان کی ایک کان ہے جس سے مونگا اور مروارید نکلتے ہیں:۔ جیسے حضرت شیخ سعدی کے بعض اشعار ایسے ہیں کہ ان کے کئی کئی معنی ہو سکتے ہیں (جس اعتبار سے بھی ان کے معانی بیان کیے جائیں وہ درست ہوں گے) مثلاً

نہ ہرجائی مراکب تو ان تاختین	سواری کو ہر جانہ دوڑائیے
کہ جاہا سپر باید انداختن	کہ بہتیری جا عجز دکھلائیے
درین ورطہ کشتی فردشد ہزار	گئیں اس بھنور میں بہت کشتیاں
کہ پیدا نشد تختہ برکنار	کنارے پہ جن کا نہیں کچھ نشاں

پس اس طائفہ علیہ (بزرگان طریقت) کے کلمات میں جتنا غور کیا جائے گا ایک سے ایک بڑھ کر معانی ان کلمات سے حاصل ہوں گے۔ پس فہم کو ان معانی کے حصول میں حد کمال تک پہنچانا چاہئیے (فہم معنی میں تعمق سے کام لینا چاہئیے) تا کہ آہستہ آہستہ طالب معنی اپنے مقصود کو پہنچ جائے۔

چوتھے یہ کہ طلب کے دشواریوں کی برداشت اور اس کے زمانہ کے طول پر بھی صابر رہے اور ہر سمجھ کے موافق ایک علم پیش کرے تا کہ آہستہ آہستہ انشاء اللہ تعالیٰ منزل تک پہنچے۔

حضرت قدوۃ الکبرا (قدس سرہٗ) نے اثنائے بیان میں فرمایا کہ بزرگوں کے کلمات اور صالحین کی حکایات بہت اثر رکھتی ہیں لیکن جب تک ان حضرات کی سیرت کو اختیار نہیں کیا جائے گا اور ان بزرگوں کے طریقہ کو نہیں اپنایا جائے گا راہ رو طریقت اپنے مقصد کو نہیں پہنچ سکتا۔

حضرت سلطان العارفین کے بارے میں منقول ہے کہ آپ کا ایک مرید ایک بار حضرت کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور آپ کے قدم مبارک پر قدم رکھ کر آگے بڑھ رہا تھا (اور آپ کے نقش قدم کی پیروی کرتا ہوا چل رہا تھا) اتفاقاً حضرت سلطان العارفین نے پیچھے کی طرف دیکھا اور اس مرید سے فرمایا یہ کیا کر رہے ہو؟ مرید نے جواب دیا کہ میں آپ کے قدم پر قدم رکھ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ اے عزیز! قدم پر قدم رکھنا تو کیا اگر تم بایزید کی کھال بھی پہن لو تو جب تک بایزید جیسے کام نہیں کرو گے شربت مقصود نہیں پی سکتے۔

قال الاشرف

من لم یعمل اکتساب المجاھدہ	لم یصلّ الی جناب المشاھدہ
جس نے کسبِ مجاہدہ کا عمل نہیں کیا	وہ حضور مشاہدہ تک (ہرگز) نہیں پہنچ سکتا ہے

[۱] پ ۲۷ سورہ رحمٰن ۲۲

http://Ashrafi.org